50120 ـ آیت میں سفید اور سیاہ دھاگے سے کیا مراد ہے ؟

سوال

درج ذیل فرمان باری تعالی کا معنی کیا ہے:

اور سیاہ دھاگے سے فجر کا سفید دھاگہ ظاہر ہونے تك کھاتے پیتے رہو . ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ:

فرمان باری تعالی ہے:

تمہارے لیے رمضان کی راتوں میں اپنی بیویوں سے صحبت کرنا حلال کر دیا گیا ہے، وہ تمہارے لیے لباس ہیں اور تم ان کے لیے لباس ہو، اللہ تعالی نے جان لیا ہے کہ تم اپنے نفسوں کی خیانت کرتے ہو، چنانچہ اس نے تمہاری طرف توجہ کرتے ہوئے تمہیں معاف کر دیا، لہذا تم اب ان سے مباشرت کرو اور جو کچھ اللہ نے لکھ دیا ہے اسے تلاش کرو، اور رات کے سیاہ دھاگے سے فجر کا سفید دھاگہ ظاہر ہونے تك کھاتے پیتے رہو، پھر تم رات تك روزہ پورا کرو البقرۃ (187).

اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالی نے روزے دار کے لیے طلوع فجر کا یقین ہونے تك کھانا پینا مباح کیا ہے.

اور آیت میں سفید دھاگے سے دن اور سیاہ دھاگے سے رات مراد ہے.

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

آیت کا معنی یہ ہے کہ: رات کی سیاہی سے دن کی سفیدی ظاہر ہو جائے اور یہ تبیین اور ظہور فجر صادق کے وقت ہو جاتا ہے.

قولہ: فجر سے یہ سفید دھاگہ (خیط الابیض) کا بیان ہے، اور سیاہ دھاگے کا بیان اس لیے رہنے دیا ہے کہ دونوں میں ایك کو بیان کرنا دوسرے کے لیے کافی ہے. اھ

اور بعض صحابہ كرام رضى اللہ تعالى عنہ اس آيت سے مخالف معنى سمجھ بيٹھے انہوں نے اس سے مراد حقيقى دھاگہ ليا، چنانچہ ايك صحابى كے متعلق آتا ہے كہ اس نے اپنے تكيہ كے نيچے يا اپنے پاؤں كے ساتھ سفيد اور سياہ دھاگہ باندھ ليا اور ان ميں سے ايك كے ظاہر ہونے تك كھاتے پيتے رہے، اس غلطى كا سبب آيت ميں " من الفجر " كے الفاظ نہيں تھے، تو بعض صحابہ اس سے وہى معنى سمجھ بيٹھے جس كى طرف فورى طور پر ذہن جاتا ہے كہ دھاگہ سے مراد دھاگہ ہى ہے تو پھر اللہ تعالى نے " من الفجر " فجر سے كے الفاظ كچھ مدت بعد نازل فرما ديے، اور بعض علماء كرام كا كہنا ہے كہ: يہ مدت ايك برس ہے، تو پھر اللہ تعالى نے " من الفجر " كے الفاظ نازل فرمائے، تو صحابہ كرام كو علم ہوا كہ سفيد دھاگہ سے مراد دن اور سياہ دھاگہ سے مراد رات ہے.

بخارى اور مسلم ميں سھل بن سعد رضى اللہ تعالى عنہما بيان كرتے ہيں كہ جب يہ آيت:

سياہ دھاگے سے سفيد دھاگہ ظاہر ہونے تك كھاتے پيتے رہو . اس ميں" من الفجر " فجر سے ابھى يہ الفاظ نازل نہيں ہوئے تھے، تو لوگ جب روزہ ركھنا چاہتے تو ان ميں سے ايك شخص نے اپنى ٹانگ كے ساتھ سفيد اور سياہ دھاگہ باندھ ليا، اور ان دونوں كو اچھى طرح ديكھے جانے تك كھاتا پيتا رہا، تو اللہ تعالى نے بعد ميں " من الفجر " فجر سے كے الفاظ نازل فرما ديے، تو پھر انہيں علم ہوا كہ اس سے مراد رات اور دن ہيں "

صحيح بخارى حديث نمبر (1917) صحيح مسلم حديث نمبر (1091)

ان صحابہ كرام نے دھاگہ اپنے ظاہرى معنى ميں ليا، اور جب " من الفجر " كے الفاظ نازل ہوئے تو انہيں اس كى مراد سمجھ آئى.

اور عدى بن حاتم رضى اللہ تعالى عنہ بھى اس آيت سے وہى سمجھے جو دوسرے صحابہ سمجھے تھے حتى كہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے انہيں سمجھايا كہ اس سے مراد وہ نہيں جو آپ سمجھ رہے ہيں بلكہ دن اور رات مراد ہيں.

صحيح بخارى ميں عدى بن حاتم رضى اللہ تعالى عنہ سے مروى ہے كہ جب آيت:

" حتى كہ سياہ دھاگے سے سفيد دھاگہ واضح ہو جائے " نازل ہوئى تو ميں نے سفيد اور سياہ عقال (اونٹ كا گھٹنہ باندھنے والى رسى) لے كر اپنے تكيہ كے نيچے ركھ ليا اور اسے ديكھنے لگا ليكن مجھے وہ واضح نظر نہ آيا چنانچہ ميں صبح رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم كے پاس گيا اور اس كا ذكر آپ سے كيا تو رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" اس سے تو رات كى سياہى اور صبح كى سفيدى مراد ہے "

صحيح بخارى حديث نمبر (1916).

اور بخارى كى ايك روايت ميں يہ الفاظ ہيں:

" تم بہت عريض ہو "

صحيح بخارى حديث نمبر (4510).

اور ايك روايت ميں يہ الفاظ ہيں:

" پھر تو آپ كو تكيہ بہت وسيع و عريض ہے، كہ سفيد اور سياہ دھاگہ آپ كے تكيہ كے نيچے تھے"

صحيح بخارى حديث نمبر (4509).

اور ايك روايت كے الفاظ يہ ہيں:

" يقينا تم بہت عريض اور چوڑى گدى كے مالك ہو "

صحيح بخارى حديث نمبر (4510).

عدى رضى اللہ تعالى عنہ كا واقعہ " من الفجر " نازل ہونے كے بعد كا ہے، يعنى سابقہ سہل والى حديث كے بعد كا.

بعض علماء كرام نے عدى رضى اللہ تعالى عنہ كى غلطى اور خطاء كا عذر يہ پيش كيا ہے كہ عدى رضى اللہ تعالى عنہ كو سہل رضى اللہ تعالى عنہ كى حديث كا علم نہ تھا، يا پھر ان كى قوم كى لغت ميں سياہ اور سفيد دھاگہ رات اور دن پر نہيں بولا جاتا تھا.

اسى ليے ابن حبان رحمہ اللہ نے عدى بن حاتم رضى اللہ تعالى عنہ كى حديث كا عنوان " عرب كى لغت كا ايك دوسرے سے فرق ہونے كا بيان " ركھا ہے، اور اس سے اس بات كى طرف اشارہ كيا ہے كہ عدى رضى اللہ تعالى عنہ كى زبان ميں رات كى سياہى اور دن كى سفيدى كو سياہ اور سفيد دھاگے سے مراد نہيں ليا جاتا تھا.

قرطبى رحمہ اللہ تعالى كہتے ہيں:

عدی رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث سھل رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث سے بعد کی ہے، گویا کہ عدی رضی اللہ تعالی عنہ تك سھل رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث نہیں پہنچی تھی، بلکہ انہوں نے صرف آیت سنی اور اس سے وہی سمجھا جو انہوں نے کیا اور پیش آیا. اھـ

اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

رہا عدی رضی اللہ تعالی عنہ کا مسئلہ لگتا ہے کہ ان کی قوم کے لغت اور ز بان میں بطور استعارہ صبح کے لیے دھاگے کا استعمال نہیں تھا، یا پھر وہ " من الفجر " کے الفاظ بھول گئے تھے، حتی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس کی یاد دہانی کرائی. اھـ

قاضی عیاض رحمہ اللہ کی متابعت کرتے ہوئےامام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" بعض وہ اعرابی جنہیں فہم نہ تھی انہوں نے سفید اور سیاہ دھاگے کے الفاظ کو ظاہر پر محمول کیا، مثلا وہ لوگ جن کے متعلق سھل بیان کرتے ہیں، اور یا پھر انہوں نے اسے ظاہر پر محمول کیا تھا جن کی لغت میں اس کا استعمال نہیں تھا مثلا عدی رضی اللہ تعالی عنہ. اھـ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عدی رضی اللہ تعالی عنہ کو " عریض گدی والا " کے الفاظ سے مخاطب کرنے کے متعلق بعض کا گمان ہےکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے غفلت اور غباوت مراد لی ہے.

ان افراد کا دعوی ہے کہ گدی چوڑی ہونے سے غباوت پر استدلال کرتی ہے، اس سلسلے میں انہوں نے ایك شعر پیش کیا ہے.

لیکن اکثر علماء جن میں قرطبی، قاضی عیاض، اور امام نووی رحمہ اللہ تعالی شامل ہیں نے اس کا انکار کیا ہے.

امام قرطبی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

" اسے بعض لوگوں نے مذمت محمول کیا ہے گویا کہ وہ یہ سمجھے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی جانب جھالت اور جفاء اور عدم فقہ منسوب کی ہے، حالانکہ معاملہ ایسا نہیں جس طرح وہ کہہ رہے ہیں....

بلکہ " اللہ اعلم " نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اس سے مراد یہ لیا ہے کہ اگر آپ کا تکیہ وہ دونوں دھاگے جو اللہ نے مراد لیے ہیں اپنے نیچے چھپا لیتا ہے تو پھر یہ تکیہ تو بہت وسیع و عریض ہے، اسی لیے اس کے بعد رسول

کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ فرمائے:

" بلکہ یہ تو رات کی سیاہی اور دن کی سفیدی ہے "

گویا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہا کہ: یہ دونوں آپ کے تکیہ کے نیچے کیسے آ سکتے ہیں ؟

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا:

" آپ تو بہت وسیع و عریض گدی والے ہیں "

یعنی آپ کا وہ تکیہ جو رات اور دن کو اپنے نیچے چھپا لیتا ہے مناسبت سے اس پر تو وہ ہی شخص سوتا ہے جس کی گدی چوڑی ہو. اھـ مختصرا

اور قاضی عیاض رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اس کا معنی یہ ہے کہ: اگر آپ نے اپنے تکیہ کے نیچے وہ دونوں دھاگے جو یہاں اللہ تعالی نے مراد لیے ہیں یعنی دن اور رات نیچے لے لیے ہیں تو پھر آپ کا تکیہ انہیں ڈھانپ رہا ہے، تو اس وقت تکیہ بہت وسیع و عریض ہے، اور صحیح بخاری کی دوسری روایت " آپ تو وسیع و عریض گدی کے مالك ہیں" جو کہ ایك اور روایت " آپ بہت زخیم ہیں " کے معنی میں ہی آتا ہے. اھـ

دیکھیں: فتح الباری شرح حدیث نمبر (1917) اور (1916) شرح مسلم للنووی حدیث نمبر (1090) اور (1091).

اس آیت سے مستنبط شدہ احکام میں یہ بھی شامل ہے کہ:

اگر کسی شخص کو طلوع فجر میں شك و شبہ ہے تو وہ یقینی طور پر طلوع فجر تك کھا پی سکتا ہے، کیونکہ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

حتی کہ واضح ہو جائے .

عبد الرزاق رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے بیان کیا ہے کہ:

" جب آپ کو شك ہو تو اللہ تعالی نے آپ کے لیے کھانا پینا حلال کیا ہے "

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہيں: اس كی سند صحيح ہے.

اور ابن ابی شيبہ رحمہ اللہ تعالی نے ابو الضحى سے بيان كيا ہے وہ كہت ہيں ايك شخص نے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے سحری كے متعلق دريافت كيا تو ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما كہنے لگے:

" جب تك آپ كو شك ہو كھاتے پيتے رہو حتی كہ آپ كا شك ختم ہو جائے "

ابن منذر رحمہ اللہ تعالی كہتے ہيں:

" اكثر علماء كرام كا قول بھی يہی ہے "

شيخ ابن عثيمين رحمہ اللہ تعالی " الشرح الممتع " ميں لكھتے ہيں:

" اگر كسی شك كو طلوع فجر ميں شك ہو اور وہ روزہ توڑنے والا كوئی كام كر بيٹھے تواس كا روزہ صحيح ہے؛ كيونكہ اللہ سبحانہ وتعالی كا فرمان ہے:

اب تم ان (اپنی بيويوں) سے مباشرت كرو، اور جو كچھ اللہ تعالی لكھ ديا ہے اسے تلاش كرو، اور دن كا سفيد دھاگہ رات كے سياہ دھاگے سے ظاہر ہونے تك كھاتے پيتے رہو، پھر تم رات تك روزہ مكمل كرو البقرۃ (187).

اور تبيين كا ضد اور مخالف شك اور گمان ہے، اس لے جب تك ہمارے ليے فجر واضح يقينی نہ ہو جائے اس وقت تك كھانا پينا جائز ہے، اس مسئلہ كی پانچ اقسام ہيں:

1 ـ طلوع فجر نہ ہونے كا يقين ہو، مثلا طلوع فجر كا وقت پانچ بجے ہے اور وہ ساڑھے چار بجے كھاتا پيتا ہے تو اس كا روزہ صحيح ہے.

2 ـ طلوع فجر كا يقين ہو چكا ہو، مثلا وہ ساڑھے پانچ بجے كھائے پيئے تو اس كا روزہ فاسد ہے.

3 ـ طلوع فجر ہونے ميں شك ہو كہ پتہ نہيں فجر طلوع ہوئی ہے يا نہيں تو وہ اس حالت ميں كھاتا پيتا رہے، ليكن اس كا غالب گمان يہی ہو كہ ابھی طلوع فجر نہيں ہوئی، تو اس كا روزہ صحيح ہے.

4 ـ طلوع فجر كا گمان غالب ہو اور پھر بھی كھاپی رہا ہو تو اس صورت ميں اس كا روزہ صحيح ہے.

5 ۔ تردد اور شک کی صورت میں کھاتا پیتا رہے اور اسے کچھ بھی راجح معلوم نہ ہوتا ہو تو اس کا روزہ صحیح ہے.
اھـ

دیکھیں: الشرح الممتع لابن عثیمین (6 / 247).

واللہ اعلم .